بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظرات

آج ہر طرف احیائے اسلام کی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں، مسلمان جہاں کہیں بھی آباد ہیں محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی ذلت و رسوائی اور عروج سے زوال کا سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ انہوں نے دین متین سے ہدایت لینی ترک کر دی ہے، انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی سے روگردانی کی تو فضل ایزدی کا سایہ بھی اُن کے سر سے اُٹھ گیا...... مرض کی تشخیص ہو جائے تو علاج آسان ہو جاتا ہے... چنانچہ عالم اسلام کے اکثر و بیشتر ممالک میں کہیں حکمرانوں کے ذریعے اور کہیں عوام کی طرف سے احیاءِ اسلام، نشاۃِ اسلام اور نفاذِ اسلام کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، الحمد للہ ہمارا ملک پاکستان اس تحریک اسلامی کی صف میں سب سے نمایاں ہے، اور یقیناً پاکستانی قوم قیام پاکستان کے حقیقی مقصد سے ہمکنار ہوتی نظر آ رہی ہے۔ تاریخ کے اس نئے دھارے پر حکومتوں کے علاوہ اسلام کے ہر فرد، بچے، بوڑھے، جوان اور خواتین پر گراں قدر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، لاریب کہ ان سب میں سے نوجوان نسل وہ گروہ ہے جسے سب سے زیادہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے۔ ان نوجوانوں کی راہنمائی کے لئے تاریخ کے اوراق اسلام کے ایسے اُولُوالعزم فرزندوں کے کارناموں سے مملو ہیں جنہوں نے اللہ کا نام لے کر جس کام کا بیڑہ اٹھایا نہ لق و دق صحرا ان کے

راستے میں حائل ہوئے، نہ سمندروں کی طغیانیاں ان کی ہمت شکستہ کرنے میں کامیاب ہوئیں اور نہ ہی کوئی جبروتی طاقت انہیں راہ راست سے باز رکھ سکی۔ رمضان المبارک کے حوالے سے قارئین فکرونظر خصوصاً نوجوان دوستوں کی توجہ تاریخ اسلام کے ایک عظیم عزم وثبات کے پیکر کم سن فوجی قائد کی طرف مبذول کرانا مفید ہوگا، یہ مجاہد اسلام فاتح سندھ محمد بن قاسم تھا جو ایک مسلمان قیدی خاتون کی صدائے اغثنی کے جواب میں حجاج بن یوسف کی طرف سے ساحل دیبل پر اترا اور وادی سندھ میں عظمت اسلام کا علم اس شان سے بلند کیا کہ سندھ نے اوراق تاریخ میں "باب الاسلام" ہونے کا شرف حاصل کیا :

محمد بن قاسم وہ نوجوان فوجی قائد تھا جس کی مختصر مگر جامع الصفات زندگی، ہر فاتح، ہر فوجی قائد، ہر سربراہ مملکت اور تمام نوجوان نسل کے لئے مشعل راہ ہے۔ جنگی کامیابیوں سے کہیں زیادہ تعجب انگیز اس کا نظم ونسق تھا جو اس نوجوان فاتح نے اپنی فہم وفراست اور خالصتہً جذبۂ للہیت کی روشنی میں قائم کیا۔ مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلموں نے اسے جس والہانہ انداز سے چاہا یہ اس کی دانشمندی کو زبردست خراج تحسین ہے۔ ایک دشمن ملک میں تین سال کے مختصر ترین عرصے میں نسلیت اور قومیت کے بت کو اس انداز سے پاش پاش کیا کہ سندھی اور نووارد مسلمان اس طرح گھل مل کر رہنے لگے جیسے صدیوں سے اکٹھے رہ رہے ہوں۔

محمد بن قاسم نے فتح کے بعد اہل شہر سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا :

میں کوئی ظالم اور سنگ دل فاتح نہیں ہوں بلکہ حق، انصاف، مظلوموں کی حمایت اور ظالموں کی سرکوبی کے لئے اس ملک میں آیا ہوں، میرا مذہب اسلام ہے اور اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تمام مخلوقات کا خالق خدائے وحدہٗ لاشریک ہے، ساری دنیا کے آدمی اس کے بندے ہیں، اچھا وہ ہے جو اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، کسی پر ظلم کرنا اسلام کی تعلیم نہیں، ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے، ہاں

جو حق اور انصاف کے دشمن ہیں ہم ان کے دشمن ہیں ان سے لڑنا اور ان کے ظلم کو مٹانا ہمارا فرض ہے۔"

اس خطاب میں محمد بن قاسم نے اپنے نصب العین کا اظہار کیا اس پر اس شدت سے عمل کیا کہ کسی بھی دشمن اسلام کو یہ کہنے کا موقعہ نہیں ملا کہ محمد بن قاسمؒ نے فلاں زیادتی یا فلاں ظلم کیا بلکہ اس کے برعکس سندھ کے باشندے محمد بن قاسم کو اتنا چاہنے لگے اور اس قدر گرویدہ ہو گئے کہ جب انہیں مرکزی حکومت نے سندھ سے واپس بلا لیا تو ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی اور لوگوں نے کہا، دیوتا چلا گیا۔ سندھیوں کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک جگہ تو ان کی مورتی بنا کر مدتوں پوجی جاتی رہی۔ کاش آج ہم میں محمد بن قاسم جیسی فہم و فراست، شجاعت و بردباری، اولوالعزمی اور حق شناسی پیدا ہو جائے، خدا کرے ہماری نوجوان نسل اپنے خطوط حیات کو استوار کرنے کے لئے ان اسلاف کی پاکیزگیٔ کردار سے روشنی حاصل کرے۔

(مدیر)